جلیلہ[۱] بنت مُرّہ

قبل از اسلام کی ایک عرب شاعرہ

خورشید رضوی

ABSTRACT:

This article is an unpublished chapter of Vol-2 of this writer's Urdu work, "عربی ادب قبل از اسلام" (The Pre-Islamic Arabic Literature). It introduces to the Urdu world a comparatively less known poetess, *Jalilah bint Murrah* of ancient Arabia who happens to be one of the central characters of the long war of *Basus* that ensued after a petty quarrel and continued for as long as forty years. The article sheds light on the culture, manners and sentiments of the pagan Arabs while highlighting their unusual talent for poetry.

Key Words:

Bakr, *Taghlib*, *Jalilah*, *Jassas*, *Harb Basus*

شاعری قدیم عربوں کی گھُٹّی میں پڑی تھی۔ ابن قتیبہ نے اپنی مشہور تصنیف، کتاب الشعر و الشعراء کے ابتدائیے میں واضح کیا ہے کہ اس کتاب سے یہ توقع نہ رکھنی چاہیے کہ یہ سب عرب شعرا کا بہ تمام وکمال احاطہ کر سکے گی کیونکہ عربوں کے ہاں شعرا کی تعداد احاطہ وشمار سے باہر ہے۔ ایک مثال پیش کرتے ہوئے ابن قتیبہ نے یہاں ابوضمضم کا واقعہ نقل کیا ہے کہ کچھ نوجوانوں کے آزمانے پر اُس نے سو ایسے شاعروں کا کلام سنایا جن میں سے ہر ایک کا نام ''عمرو'' تھا۔[۲] ''یہ وہ تعداد تھی جو ابوضمضم کے حافظے میں تھی حالانکہ وہ سب سے بڑا راوی نہ تھا۔ کیا بعید کہ اس نام کے جو شعرا اُس کے علم میں نہ تھے اُن کی تعداد اُن شعراء سے زیادہ ہو جن سے وہ واقف تھا۔''[۳]

شعرا کی اس فراواں تعداد میں شاعرات بھی شامل ہیں۔ اگرچہ، دنیا کے ہر ادب کی طرح، عربی ادب میں بھی اُن کی تعداد مردوں کی نسبت بہت کم تھی، ایسی قد آور شاعرہ جسے صفِ اوّل کے ''فحول''[۴] شعرا کے دوش بدوش

کھڑا کیا جا سکے وہ تو ایک ہی تھی۔ یعنی الخنساء۔ تاہم دوسری اور تیسری صف میں آنے والی شاعرات کی تعداد اچھی خاصی رہی۔ لبنانی شاعر اور محقق، بشیر یمُّوت (۱۸۹۰ء -۱۹۶۱ء) نے ۱۹۳۴ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب شاعرات العرب فی الجاهلية والاسلام میں صرف ماقبلِ اسلام کی ایک سو سولہ شاعرات کا تذکرہ مع نمونۂ کلام درج کیا ہے۔ اُس دور میں رثائی شاعری، شاعرات کا خصوصی میدان نظر آتی ہے۔ شاید اس لیے کہ خواتین حُزنیہ کیفیات سے اثر پذیر ہونے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہیں اور ان کیفیات کا زیادہ فطری اور برجستہ اظہار کر سکتی ہیں۔ تاہم اُن کی شاعری صرف اسی موضوع تک محدود نہ تھی۔ آج ہم جس شاعرہ کو یاد کر رہے ہیں وہ قدیم عرب کی اُس طویل جنگ کا ایک مرکزی کردار ہے جس کی طرف مولانا حالی نے مسدس میں یوں اشارہ فرمایا ہے:

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی — صدی جس میں آدھی اُنھوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی — تھی اک آگ ہر سُو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک اُن کی جہالت کا تھا وہ

پس منظر، اختصار کے ساتھ، یوں ہے کہ بکر بن وائل اور تغلب بن وائل دو بھائی تھے جن کی نسل سے بکر اور تغلب کے عم زاد قبیلے وجود میں آئے۔ تغلب کا سردار کُلَیب حد درجہ مغرور اور چیرہ دست آدمی تھا۔ اُسے أَعَزُّ العرب (عربوں کا زبردست ترین شخص) کا لقب حاصل تھا۔ اُس نے من مانی شرطوں سے لوگوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ وہ کسی بھی علاقے میں اعلان کر دیتا کہ یہاں کے جانور میری پناہ میں ہیں۔ بس پھر کوئی وہاں شکار نہ کھیل سکتا تھا۔ اُس کی آگ کے مقابلے میں کسی اور کو آگ جلانے کی اجازت نہ تھی۔ اُس کے اونٹوں کے ساتھ کوئی اپنے اونٹوں کو پانی نہیں پلا سکتا تھا۔ اُس کے خیموں کے درمیان سے گزرنا منع تھا، وغیرہ وغیرہ۔

کُلَیب کی شادی بنو بکر کے ایک معزز شخص مُرہ بن ذُہل بن شیبان کی بیٹی جلیلہ سے ہوئی۔ یہی جلیلہ بنت مُرّہ آج ہمارا موضوعِ کلام ہے۔ جلیلہ کی شادی کے بعد بنو مُرّہ کو، سُسرال کی حیثیت سے کلیب کی چراگاہوں میں اپنے جانور چرانے کی اجازت ہوگئی۔ جلیلہ کے بھائی جسّاس بن مُرّہ نے اپنی خالہ بَسُوس کو اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ بسوس کا ایک مہمان، اسی تعلق سے وہاں آ کر ٹھہرا اور اُس کی اونٹنی بھی جسّاس کے اونٹوں کے ہمراہ چراگاہ میں چلی گئی۔ یہ بات کُلیب کو سخت ناگوار گزری اور اس پر اُس کے اور جسّاس کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔ کلیب نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر یہ اونٹنی دوبارہ اس چراگاہ میں نظر آئی تو وہ اُسے اپنے تیر کا نشانہ بنائے گا۔ اس پر جسّاس نے کہا کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ خود اُسے اپنے نیزے کا نشانہ بنائے گا۔ کچھ ہی عرصے بعد کلیب نے اُس اونٹنی کو چراگاہ میں پا کر اُس پر تیر چھوڑ دیا۔ اونٹنی زخمی ہو کر آئی تو بَسُوس نے واویلا مچایا اور جسّاس کو سنا کر چند شعر پڑھے جو تاریخ ادب عربی میں ''المُؤَثِّبات'' (بھڑکانے والے اشعار) کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ جسّاس بھڑک اُٹھا اور کہا: ''گھبراؤ نہیں، میں عنقریب اس سے کہیں بڑے اونٹ کو ختم کرنے والا ہوں۔'' اُس کا اشارہ کُلیب کی طرف تھا۔ اور

پھر اُس نے موقع پا کر واقعی اپنے بہنوئی کُلیب کو ہلاک کر ڈالا۔ اس اقدام سے بکر اور تغلب کے درمیان عداوت اور وقفے وقفے سے لڑائیوں کا وہ سلسلہ شروع ہو گیا جو چالیس برس تک چلتا رہا۔ چونکہ جسّاس کی خالہ ''بَسُوس'' اس جنگ کا سبب بنی تھی اس لیے، اُسی سے منسوب ہو کر یہ ''حربِ بَسُوس'' کہلائی۔

کلیب کے قتل پر بنو تغلب کی عورتیں ماتم کے لیے جمع ہوئیں تو کلیب کی بہن سے کہا کہ جلیلہ کو اس گھر سے نکال دو کیونکہ اُس کی موجودگی ہمارے لیے باعثِ عار ہے۔ چنانچہ نند نے جلیلہ سے کہا: ''تم ہماری سوگ کی مجلس سے نکل جاؤ کیونکہ تم ہمارے قاتل کی بہن ہو۔'' جلیلہ سسرال سے نکلنے لگی تو نند نے پھر طعنہ دیا کہ ''ظالم کوچ کر رہے ہیں اور ہماری مصیبت پر خوش ہونے والے جا رہے ہیں۔''[۵]

جب سے کلیب اور جسّاس کی چپقلش شروع ہوئی تھی جلیلہ بہت پریشان تھی کیونکہ وہ اپنے شوہر اور بھائی دونوں کی ضدی طبیعت سے واقف تھی وہ ایک طرف جساس کو سمجھاتی بجھاتی کہ چراگاہ میں اپنے اونٹ نہ چھوڑا کرے جن میں وہ اونٹنی بھی شامل ہوتی تھی جو فساد کی جڑ بنی ہوئی تھی۔ دوسری طرف، وہ کلیب کو قسمیں دلاتی کہ بکر وتغلب کی باہمی قرابت کو عداوت میں تبدیل نہ کرے، اسی سلسلے میں یہ دو شعر اُس سے منسوب ہیں جن میں وہ کلیب کو احساس دلاتی ہے کہ ایک طرف جسّاس ہے جو بہ ہر حال اُس کی برادری میں شامل ہے اور دوسری طرف وہ خود ہے جو اُس کی بیوی اور اُس کے گھر کی رونق ہے۔ ان دونوں رشتوں کو برباد کر ڈالنا کسی طرح مناسب نہیں:

أخ و حَرِيْمٌ دَاخِلٌ اِن قَطَعْتَهٗ   وَ كَيْفَ يَسُوءُ القَومَ منْ قَدْ يَسُودُها
فَمَا أَنتَ اِلَّا بَيْنَ هَاتَينِ وَاقِعٌ   وَ كِلْتَاهُما وِزْرٌ وَّ صَعْبٌ كَئُوْدُها [۶]

ایک (طرف) بھائی ہے
اور ایک (طرف) درونِ خانہ (بیٹھی) بیوی
اگر تو ان رشتوں کو کاٹ پھینکتا ہے
(تو سوچ لے کیسا نقصان ہوگا)
جو شخص قبیلے کا سردار ہو
وہ کیوں کر اُس قبیلے کے ساتھ برائی کر سکتا ہے؟

یہی دو صورتیں ہیں
جن کے درمیان تو کھڑا ہے
اور دونوں ہی بھاری بوجھ
اور دشوار گزار گھاٹی سے عبارت ہیں

کُلیب کے قتل کے بعد جلیلہ نے میکے واپس جاتے ہوئے، راستے میں یہ شعر کہے:

يَا عَينِ فَابْكِى فَاِنَّ الشَّرَّ قَدْ لَاحَا   وَ أَسْبِلِىْ دَمْعَكِ الْمَحْزُوْنَ سَفَّاحَا

هٰذَا كُلَيْبٌ عَلَى الرَّمْضَاء مُنْجَدِلٌ   بَيْن الخُزَامٰی علاهُ اليَوْمَ أَرْمَاحَا
والتَّغْلِبِيُّونَ قَدْ قَامُوا بِنُصْرَتِهٖ   وَ كُنْتُمْ ، وَ جَلالِ اللّٰهِ ، أَوْقَاحَا
قَدْ كَانَ تَاجاً عَلَيْهِمْ فی مَحَافِلِهِمْ   وَ كانَ لَيْثَ وغىً لِلْقِرْنِ طَرَّاحَا ۷

اے میری آنکھ
گریہ کر
اور اپنے جمع کیے ہوئے آنسوؤں کو
اذنِ روانی دے
کہ شر نمودار ہوگیا ہے

یہ (دیکھو) کُلیب تپتی ہوئی زمین پر
چت پڑا ہے
خُزامیٰ کی گھاس میں گھِرا
جو آج اُس پر کئی کئی نیزہ بلند ہوچکی ہے

بنو تغلب اُس کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں
مگر (اے بنو بکر)، جلال خداوندی کی قسم
تم نے بڑی بے حیائی سے کام لیا

وہ قبیلے کی بزم آرائیوں میں
اُن کے سر کا تاج ہوا کرتا تھا
اور حالتِ جنگ میں شیر
جو مدّ مقابل کو پچھاڑ کے ڈال دیتا تھا۔

سسرال چھوڑ کر میکے آگئی تو اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا:

إِذَا الْخَيْلُ سَارَتْ بَعْدَ صُلْحٍ صدورُها   وَ خُوِّفَ اِبْنَا وَائِلٍ وَّ عَشِيْرُها
تَقَطَّعَتِ الأَرْحامُ مِنْهُمْ وَ بُدِّلَتْ   ضَغَائِنَ حِقْدٍ بَعْدَ وُدٍّ صُدُورُها
تَبَدَّدَ شَمْلُ الْحَيِّ بَعْدَ اجْتِماعِهٖ   وَغَادَرَنَا مِنْ بَعْدِ هَتْكٍ سُتُورُها
فَهَاكُمْ حَرِيْقُ النَّارِ تُبْدِی شَرارَهَا   فَيَقْدَحُ فی كُلِّ البِلادِ سَعِيْرُها
فَقُوْمُوْا وَ دَارُوا مااسْتَطَعْتُمْ وَدَافِعُوا   عَسىٰ يُقْشَعُ الإِظْلامَ عَنْكُم نَوُّوْرُها ۸

صلح کے (پرامن) زمانے کے بعد
جب گھوڑوں کے ہراول دستے حرکت میں آ گئے
اور (جنگ چھڑ جانے کے سبب)
وائل کے دونوں بیٹے (بکر اور تغلب)
اور اُن کے گھرانے مبتلائے خوف ہو گئے

ان کی قرابت داریاں پارہ پارہ ہو گئیں
اور دلوں میں
محبتوں کی جگہ
کینے اور بُغض نے لے لی

قبیلے کی وحدت پراگندگی کا شکار ہو گئی
اور پردہ دری کے باعث
پردہ داری ہم سے کنارہ کر گئی

سو لو، اب آگ کے شعلوں کو بھگتو
جو شرر افشاں ہیں
اور ہر علاقے میں اُن کی لپٹ
آتش زن ہے

سو اُٹھو
اور ہر ممکن حد تک دل جوئی سے کام لو
اور (جارحیت سے بچتے ہوئے صرف) دفاع کرو
شاید جنگ کی کالک
تم پر سے اپنی تیرگی چھانٹ دے

جلیلہ کے مشہور ترین اشعار، جو اُس کی شناخت بن چکے ہیں، وہ ہیں جو اُس نے نند کے طعنے سن کر کہے۔ یہاں ہم اِس نظم کے زیادہ سے زیادہ دستیاب اشعار درج کرتے ہیں:

یَا ابْنَةَ الْأَعْمَام اِنْ لُمْتِ فَلَا   تَعْجلِی بِاللَّومِ حَتّٰی تَسْأَلِی

فَإذا أَنتِ تَبَیَّنتِ الَّذی — یُوجِبُ اللَّوُمَ فَلُومِی وَاعُذِلِی
اِن تکن أُخُتُ امرِئٍ لِیُمَتُ عَلٰی — شَفَقٍ مِّنها عَلَیه فافُعَلِی
یَا کُلَیبُ أَنُتَ لِیُ ذُخرُ الُمُنٰی — کُنُتَ عِزّی وَرِدَائیِ الُمُسُبَل
مَا أظُنَّ الدَّهُرَ یَأُتِی مِثُلَهٗ — فَارِسُ الُحَرُبِ وَمُرُدِی البَطَلِ
جَلَّ عِنُدِی فِعُلُ جسّاسٍ فَیَا — حَسُرَتِی عَمَّا انُجَلٰی أَوُ یَنُجَلِی
فِعُلُ جَسَّاسٍ ، علیٰ وَجُدِی به — قَاطِعٌ ظَهُرِی وَ مُدُنٍ أَجَلِی
لَوُ بِعَیُنٍ فُدِیَتُ عَیُنِی سِویٰ — أُخُتِهَا فَانُفَقَأَت لَمُ أَحفِلِ
تَحُمِلُ الُعَیُنُ أَذَی الُعَیُنِ کَمَا — تَحُمِلُ الُاُمُّ أذَی مَاتفُتَلِی
یَا قَتِیُلاً قَوَّضَ الدَّهُرُبِهٖ — سَقُفَ بَیُتَیَّ جَمِیُعًا مِنُ عَلِ
هَدَمَ الُبَیُتَ الَّذِی اسُتَحُدَثُتُهٗ — وَانُثَنٰی فِی هَدُمِ بَیُتِی الأَوَّلِ
کَانَ لِلدَّهُرِ یَدًا سَطُوَتُها — قُطِعَتُ مِنّی فَوَاهًا شَلَلِی
وَرَمَانِی قَتُلُهٗ مِنُ کَثَبٍ — رِمُیَةَ الُمُصُمٰی بِهِ المُسُتَأُصَلِ
یَانِسَائی دُوُنَکُنَّ الُیَوُمَ قَدُ — خَصَّنِی الدَّهُرُ بِرُزُءٍ مُعُضِلِ
خَصَّنِی قَتُلُ کُلَیُبٍ بِلَظیً — مِنُ وَّرَائِی وَّ لَظیً مُّسُتَقُبِلِی
لَیُسَ مَنُ یَّبُکِی لِیَوُمَیُه کَمَنُ — اِنَّمَا یَبُکِی لِیَومٍ یَّنُجَلِی
یَشُتَفِی الُمُدُرِکُ بِالثَّأرِ وَ فِی — دَرَکِی ثأرِیَ ثُکُلُ الُمثُکلِ
لَیُتَهٗ کَانَ دَمِیُ فَاحُتَلَبُوا — دِرَرًا مِّنُهُ دَمِی مِنُ اَکُحَلِی
فَأنَا قَاتِلَةٌ مَقُتَولَةٌ — وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنُ یَّنُظرَ لِیُ ۹

اے میری چچیری بہن
اگر تجھے ملامت ہی کرنی ہے
تو پوچھ گچھ کرنے سے پہلے ہی
جلد بازی میں ملامت نہ کر

پھر اگر تجھے وضاحت سے
کوئی لائق ملامت چیز نظر آ جائے
تو ضرور لعنت ملامت کرنا
اگر کسی شخص کی بہن کو
اس بات پر ملامت کرنا بجا ہو

کہ وہ بھائی کے انجام سے خائف ہے
تو ضرور یہ کام کر

اے کُلیب!
تو ہی میرا سرمایۂ آرزو ہے
تو ہی میری عزت تھا
اور میری (ڈھانپ لینے والی) فراخ چادر

میں نہیں سمجھتی کہ اب کبھی بھی
اُس جیسا آدمی آئے گا
میدانِ جنگ کا شاہ سوار
اور سورماؤں کو مار رکھنے والا

جسّاس نے جو کچھ کیا
وہ میرے نزدیک بہت بڑا (جرم) ہے
سو ہائے میرا افسوس
اُن واقعات پر جو رونما ہو چکے
یا رونما ہونے والے ہیں

مجھے جسّاس سے لاکھ محبت سہی
مگر اُس کا عمل
میری کمر توڑ دینے والا
اور میری اجل کو قریب لے آنے والا ہے

اگر میری ایک آنکھ کے بدلے
میری ہی دوسری آنکھ کے سوا
کوئی اور آنکھ پھوٹ جاتی
تو مجھے اس کی پروا نہ ہوتی

ایک آنکھ دوسری آنکھ کی تکلیف کو
یوں اپنے اوپر لیتی ہے
جیسے ماں اپنے دودھ پر پلے بچے کی تکلیف کو
خود پر لیتی ہے

آہ وہ مقتول جس کے قتل سے
زمانے نے میرے (میکے اور سسرال) دونوں گھروں
کی چھت کو اوپر سے (بوجھ ڈال کر) ڈھا دیا

میرا وہ گھر ڈھایا
جو میں نے بعد میں بنایا تھا
اور پھر پلٹ کر
میرے پہلے گھر کو ڈھانے چلا

وہ زمانے (کا سامنا کرنے) کے لیے
میرا دستِ قوت تھا
جس کی گیرائی مجھ سے چھِن گئی
سو آہ! میں مفلوج ہو کر رہ گئی

اُس کے قتل نے
بہت قریب سے مجھ پر ایسا تیر چھوڑا
کہ دم کے دم میں مجھے ہلاک کر کے
میری جڑ بنیاد ہلا دی

اے میرے قبیلے کی عورتو
زمانے نے آج، تم سب سے الگ،
مجھی کو چُن کر

ایک لاعلاج مصیبت میں گرفتار کر دیا ہے

گُلیب کے قتل نے
خاص میرے لیے
ایک شعلہ پشت پر
اور ایک شعلہ روبرو مقرر کر دیا ہے

جو کوئی اپنے دونوں دنوں (فرداودی) کو روتا ہو
اُس کی برابری وہ شخص نہیں کر سکتا
جو ایک ہی، گزر جانے والے، دن کو روتا ہو

قصاص لینے والا
قصاص لے کر جی ٹھنڈا کر لیتا ہے
مگر میں قصاص لوں
تو اور سوگ پر سوگ ہے

کاش یہ خون میرا ہوتا
اور سب مل کر میری رگِ اکحل سے
لہو کی دھاریں نکال لیتے

سو میں قاتل بھی ہوں
اور مقتول بھی
اب خدا ہی مجھ پر (رحمت کی)
نظر ڈالے تو ڈالے

یہ منظومہ اپنی بے ساختگی و برجستگی کے سبب عربی ادب میں یادگار ہے۔ ایک روایت کے مطابق جلیلہ نے ان اشعار سے قبیلے کے ہر مرد و زن کو رُلا دیا۔[۱۰] ابن رشیق (ف ۴۶۳ھ) نے اس نظم کی توصیف یوں کی ہے:

''مآ أشْجى لَفظَهَا و أَظْهَرَ الْفَجِيْعَةَ فِيه و كَيفَ يُثِيْرُ كوَامِنَ الأشْجَانِ و يَقْدَحُ شَرَرَ النِّيْران''[۱۱]

اس ''(شاعرہ) کے الفاظ کیسے درد بھرے ہیں اور ان میں صدمے کا اظہار کیا خوب ہوا ہے۔ یہ
دبے ہوئے غموں کو کس طرح ابھارتے اور آگ سے چنگاریاں نکالتے ہیں۔''

ضیاء الدین ابن الأثیر (ف ۶۳۷ھ) جیسا باکمال ادیب اور سخت گیر ناقد بھی اسی نظم کے دس شعر نقل کرنے کے بعد ان کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے:

''وھذہ الأبیاتُ، لونطقَ بھا الفحول المعدودون من الشعراء لَاسْتُعْظِمَتْ، فکیف امرأۃ وھی حزینۃ فی شرح تلک الحال المشارِ اِلیھا''[۱۲]

''یہ اشعار تو اگر صفِ اوّل کے چیدہ شعرا کی زبان سے نکلتے تو بھی بڑی بات تھی۔ کجا یہ کہ ایک دُکھیاری عورت مذکورہ بالا حالت کے بیان میں یہ سب کہہ گزری۔''

شعر کے علاوہ جلیلہ کے کچھ مسجّع و مقفّٰی نثری جملے بھی اپنی ادبی شان کی وجہ سے محفوظ چلے آتے ہیں۔ مثلاً جب وہ سسرال چھوڑ کر میکے واپس آ گئی تو باپ کا اُس سے یوں مکالمہ ہوا۔ باپ نے کہا: ''ماوَرَاء کِ یا جلیلۃ؟ ''جلیلہ! کیا خبر لائی ہو؟'' اُس نے کہا: ''ثُکْلُ العَدَدِ و حُزْنُ الأَبَد و فَقْدُ خَلِیْلٍ و قَتْلُ أَخٍ عَنْ قَلِیْلٍ ۔ و بینَ ھٰذَیْنِ غَرْسُ الْأَحْقَادِ وَتَفَتُّتُ الْأَکْبَادِ''۔ ''بہت سوں کا داغ، اور سدا کا رنج وغم، ایک دَم ساز سے محرومی، عن قریب ایک بھائی کا قتل اور ان دونوں کے مابین کینوں کی کاشت اور جگر ہائے پاش پاش۔''[۱۳]

جلیلہ سسرال سے میکے پہنچی تو امید سے تھی۔ وہ اپنے بھائی جسّاس کے ہاں مقیم ہوئی۔ بیٹا پیدا ہوا تو نام ''ہجرِس'' رکھا گیا۔ جسّاس نے باپ بن کر اُسے پالا اور پھر اپنی بیٹی اُسی سے بیاہ دی۔ بہ ظاہر زندگی معمول پر آ گئی تھی مگر جلیلہ کو معلوم نہ تھا ابھی اور آزمائشیں بھی اُس کے مقدر میں ہیں۔

ہوا یوں کہ ایک روز ہجرس کی بنوبکر کے کسی شخص سے تلخ کلامی ہوگئی اور اُس نے کہہ دیا کہ ''تو باز نہیں آئے گا جب تک ہم تجھے تیرے باپ کے پاس نہ پہنچا دیں۔'' اُس رات ہجرس کی بیوی نے اُس کے سانسوں میں بلا کی حدّت محسوس کی۔ جا کر باپ کو بتایا تو اُس نے کہا: ''ربِّ کعبہ کی قسم یہ بدلہ لینے پر اتر آیا ہے۔'' پھر جسّاس ساری رات انگاروں پر لوٹتا رہا۔ صبح ہوئی تو ہجرس کو بلا کر کہا کہ تم جانتے ہی ہو کہ تم میرے بچے ہو اور میں نے تمھیں دامادی میں بھی لے لیا ہے۔ طول طویل جنگ میں ہمارے قبیلے فنا کے قریب آ لگے تھے۔ اب کہیں صلح صفائی ہوئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ چل کر تم بھی باقاعدہ پیمانِ صلح میں شریک ہو جاؤ۔ ہجرس نے کہا ٹھیک ہے مگر مجھ ایسا آدمی ہتھیار سجا کر، گھوڑے پر سوار ہو کر آیا کرتا ہے۔ جسّاس نے اُس کی بات مان لی مگر جب پیمان کا موقع آیا تو ہجرس نے اچانک نیزہ تھاما اور کہا:

''وَفَرَسِی و أُذُنَیْہِ وَرُمْحِی وَنَصْلَیَہِ وَسَیْفِی و غِرارَیْہِ لایَتْرُکُ الرَّجُلُ قَاتِلَ أبِیْہِ وَھُوَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ''

''قسم ہے میرے گھوڑے اور اُس کی دونوں کنوتیوں کی اور میرے نیزے اور اُس کی دومونہی

برچھی کی اور میری تلوار اور اُس کی دونوں دھاروں کی۔ انسان اپنے باپ کے قاتل کو سامنے پا
کر چھوڑا نہیں کرتا۔''

یہ کہہ کر نیزے کا وار کیا اور جسّاس کو قتل کر کے اپنے قبیلے بنو تغلب سے جا ملا۔[۱۴]

جسّاس کے بعد جلیلہ تادمِ مرگ اپنے قبیلے بنو شیبان کے ساتھ ان کے مختلف معرکوں کے دوران جگہ جگہ منتقل ہوتی رہی۔ اُس کی وفات کا اندازہ ۵۳۸ء سے ۵۴۰ء تک کے عرصے میں لگایا گیا ہے۔[۱۵]

حواشی

۱۔ کتاب الاغانی کی بعض اشاعتوں میں نقطہ رہ جانے سے ''حلیلہ'' بن گیا ہے۔ اس کے تتبع میں نکلسن نے بھی Halila لکھ دیا جو درست نہیں۔ (دیکھیے: نکلسن، ۵۶)

۲۔ عَمْرو (بفتح عین وسکون میم) میں واؤ غیر ملفوظ (Silent) ہے اور محض عُمَر (بضم عین و فتح میم) سے امتیاز کے لیے بڑھائی جاتی ہے۔ چنانچہ عَمرو بروزن ''اَمر'' ہوگا۔

۳۔ دیکھیے: الشعرو الشعراء، ۸-۹۔ عربی ادب قبل از اسلام، ۲۳۶-۲۳۸

۴۔ ''فُحُول'' ''فَحل'' کی جمع ہے جس کا لفظی مطلب ہے ''نَر'' یا ''سانڈ''۔ جو شاعر باہمی ہجوگوئی میں اپنے مقابل پر غالب رہیں، ''فحُول الشعراء'' کہلاتے ہیں۔ پھر عمومی مراد، بڑے بڑے شاعر، صفِ اوّل کے شاعر۔

۵۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: عربی ادب قبل از اسلام، ۱۲۳-۱۳۲

۶۔ ریاض الادب، ۱/۱۰- شاعرات العرب، ۳۲

۷۔ ریاض الادب، ۱/۱۴- شاعرات العرب، ۳۳

۸۔ ریاض الادب، ۱/۱۵- شاعرات العرب، ۳۳-۳۴

۹۔ الاغانی، ۵/۴۱، الکامل فی التاریخ، ۱/۴۱۴-۴۱۵- ریاض الادب، ۱/۱۱-۱۴، شاعرات العرب، ۱/۳۲-۳۳

۱۰۔ ریاض الادب، ۱/۱۴- (بحوالہ شرح القصیدۃ النورانیۃ)

۱۱۔ العُمدۃ، ۲/۱۵۳-۱۵۴

۱۲۔ المثل السائر، ۲/۱۷

۱۳۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: عربی ادب قبل از اسلام، ۱۲۹- الکامل فی التاریخ، ۱/۴۱۴

۱۴۔ الاغانی، ۵/۳۹-۴۰

۱۵۔ شعراء النصرانیہ، ۲۵۳- الاعلام، ۲/۱۳۳

مآخذ

الاغانی:

الاصفہانی، ابوالفرج، علی بن الحسین، کتاب الأغانی، تحقیق: احسان عباس/ابراہیم السّعافین/ بکر عباس، دارصادر، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ، ۲۰۰۸ء

بیروت، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ، ۲۰۰۸ء

ریاض الادب:

شیخو، لویس، الیسوعی، ریاض الأدب فی مراثی شعراء العرب، المطبعۃ الکاثولیکیۃ الآبا، الیسوعیین، بیروت، لبنان، ۱۸۹۷ء

شاعرات العرب:

بشیر یمُّوت، شاعرات العرب فی الجاھلیۃ والإسلام، شرکۃ نوابغ الفکر، القاھرۃ، ۲۰۰۹ء

شعراء النصرانیہ:

شیخو، لویس، الیسوعیٰ شعراء النصرانیّۃ، مطبعۃ الآباء المرسلین الیسوعیین، بیروت، لبنان، ۱۸۹۰ء

الشعر والشعراء:

ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم، الشعر و الشعراء، دارالثقافۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۶۴ء (طبعۃ معتمدۃ علی طبعۃ دی غویۃ)

عربی ادب قبل از اسلام:

خورشید رضوی، ڈاکٹر، عربی ادب قبل از اسلام، ادارۂ اسلامیات، لاہور، اشاعت اوّل، ۲۰۱۰ء

العمدۃ:

ابن رشیق القیروانی، ابوعلی الحسن، العُمدۃ فی محاسن الشعر و آدابہ و نقدہِ، تحقیق: محمد محیی الدین، عبدالحمید، دارالجیل، بیروت، لبنان، الطبعۃ الخامسۃ، ۱۹۸۱ء

الکامل فی التاریخ:

ابن الاثیر، عزّ الدین، علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، تحقیق: ابوالفداء عبداللہ القاضی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۷ء

المَثل السّائر:

ابن الاثیر، ضیاء الدین، نصر اللہ بن محمد، المثل السائر فی أدب الکاتب والشاعر، تقدیم وتعلیق: احمد العوفی/ بدوی طبانۃ، دارنھضۃ مصر للطبع والنشر، القاھرۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۷۳ء

نکلسن:

Nicholson, R.A., *A Literary History of the Arab*, Cambridge University Press, 1956.

◁▷